هو المعین

دیباچہ

از

حضرت مولانا خواجہ سید عبدالباری صاحب معنی فاضل فرنگی محل نائب صدر دامت فیوضہم

معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر القدس

اسلاف کرام کی مبارک سیرۃ، بزرگان دین کی مقدس سوانحعمری، صلحائے امت کے پاک حالات کی ترتیب و تدوین اور تالیف و تحریر کا مقصد و منشاء اُن کا نام اور ان کی یاد زندہ اور باقی رکھنے کے علاوہ ایک یہ بھی ہوتا ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلوں میں اسکے مطالعہ سے قوت عمل اور جذبہ خالص پیدا ہو اور عہد سلف کی یہ تاریخ دور گذشتہ کی یہ روداد مطالعہ کرنیوالوں کی زندگی کا ایک صحیح نظام العمل اور بہترین دستور کار ثابت ہو ایسی حالت میں وہ تمام دلچسپ داستانیں جو صرف ادبی اور شاعرانہ نقطۂ نگاہ سے لکھی جاتی ہیں اس موضوع سے قطعاً خارج ہیں ہندوستان کے قدیم تذکرہ نگاروں نے بزرگوں کے مبارک حالات لکھنے کی

جانب خاص طور سے توجہ فرمائی مگر افسوس ہے کہ آج اس دور میں ہر تذکرہ کا
ایک بیان بذاتِ خود ایک مستقل تشریح اور ایک جداگانہ توضیح کا طالب ہے اور یہ صرف
اسلئے کہ تذکرہ نویسوں کی مبالغہ آمیز عقیدت نے اصل حقیقت کی حقیقی صورت کو مسخ
کردیا، اور انکی غیر محدود خانہ شان سے تاریخ کا ایک صحیح واقعہ بھی محض افسانہ ہوکر رہ گیا۔
پھر بھی اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ تمام تاریخوں کی محکم بنیادیں انہی تذکروں
کے منتشر بیانات پر قائم کیجاتی ہیں، لیکن دشواریوں کے جو مراحل اس راہ میں پیش
آتے ہیں وہ ایک ناتجربہ کار کی ہمت وجرأت کو مضمحل کرنیکے لئے کچھ کم نہیں اس سے
بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض موجودہ تذکرہ نگار دورِ گذشتہ کے تذکرہ نویسوں کی متضاد
بیانوں کے گورکھ دہندے کو نہ سلجھا کر خود بھی اسی گرداب میں پھنسکر رہجاتے ہیں اور
ان کی تالیف بھی مختلف بیانوں کا ایک بہترین مجموعہ ثابت ہوتی ہے۔
خدا کا شکر ہے کہ خانوادہ خدام عالیمقام دودمان حضرات صاحبزادگان سے ایک
قابلِ قدر ہونہار نوجوان اعزالاعز مولوی سید اعجاز علی صاحب سلمہ اللہ الولی نے کوشش
ومحنت کیساتھ تلاش وجستجو کے بعد حضرت اقدس خواجۂ خواجگان ولی الہند غریب نواز
اجمیری رضی اللہ عنہ کے مرشد طریقت اور شیخ حقیقت خواجہ خواجگان مخدوم عالم
وعالمیان حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کی پاک اور مبارک زندگی کے پاک
اور مبارک حالات کو ایک رسالہ کی صورت میں تاریخی مذاق کے مطابق مرتب فرماکر
ملک وقوم کے سامنے پیش کیا۔
یہ واقعہ ہے کہ ابتک اگرچہ حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی بیشمار سوانحعمریاں اردو
زبان میں لکھی جاچکی ہیں مگر مخدوم عالم وعالمیان حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ

کی مستقل سوانحعمری کسی زبان میں آجتک کوئی نہیں لکھی گئی، جسکی بظاہر دو وجہیں ہیں۔

(۱) خواجہ موصوف وممدوح کے مبارک حالات زندگی تمام تذکروں میں بہت ہی اجمال کیساتھ جستہ جستہ نظر آتے ہیں

(۲) ان مختصر حالات میں بھی مختلف بیانی کی شان برابر جلوہ گر ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ انہی دو چیزوں نے ترتیب سوانحعمری میں ہمیشہ رکاوٹیں پیدا کرکے ہر مرتب وجامع کو اس خیال سے قطع نظر کرلینے پر مجبور کردیا۔

کوشش اور وقت کی ضرورت تھی کہ ان دونوں رکاوٹوں کا سختی سے مقابلہ کیا جاتا میرے عزیز اعجاز نہ کوشش سے برداشتہ خاطر ہوئے نہ وقت کے ایثار سے انہوں نے دریغ کیا بلکہ مختلف کتابوں کے مطالعہ سے جستہ جستہ حالات فراہم کرکے ایک سلسلہ وار ترتیب قائم کی جس کا استحقاق تحسین بالکل بجا ہے اور خوش اسلوبی کیساتھ مختلف بیانی کی ہر گرہ کو کھولکر ہر واقعہ کی وضاحت کردی جو یقیناً قابل داد ہے

کاش تذکروں میں صراحت کیساتھ یہ مبارک حالات موجود ہوتے کہ اسوقت یہ مختصر رسالہ بھی ہر اعتبار سے ایک جامع روداد حیات ہوتا۔

خدا کرے کہ اعجاز صاحب کی توجہ اسی طرف منعطف رہے تاکہ عام مسلمانوں کو اور بھی استفادہ کا موقع ملے فقط

۹ر جمادی الاولی
۱۳۴۵ھ سہ شنبہ

معتفی
خاک نشین آستانۂ عالیہ اجمیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حمد و نعت

اے مبرا از خیالات و گماں — اے منزہ از اشارات و بیاں

افتتاح نامہا از نام تو — ہر دو عالم جرعۂ از جام تو

جان عالم پرتو انوار تست — عرش اعظم نقطۂ پرکار تست

آتش شوقت جہانے سوختہ — بے تو شمع ہیچ کس نفروختہ

آدمی را کے رسد اثبات تو

اے بجز معروف عارف ذات تو

خواجہ کونین ختم المرسلیں — صدر عالم رحمۃ للعالمین

صاحب صدر احمد مرسل کہ ہست — یکدو گام او ہمہ بالا و پست

ذات او مقصود کونین آمدہ — مسند لو قاب قوسین آمدہ

سیر اسریٰ در طریقت یافتہ — سر اوحیٰ در حقیقت یافتہ

چار یار او بدار الملک دیں

ہفت کشور را امیر المومنیں

حکایت از قدآں یار دلنواز کنیم
بایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

نام ونسب کنیت ابوالنور اور اسم گرامی عثمان ہے، نسبی حالت پر کسی تاریخ وتذکرہ میں روشنی نہیں ڈالی گئی اور تمام تذکرہ نگار اور مورخ اس باب میں بالکل خاموش اور مہر بر لب ہیں اسلئے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ کس گلشن بیخزاں کے سرسبز نونہال اور کس بحر بیکراں کے خوشاب موتی تھے البتہ بعض تذکروں کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نسبًا سید تھے

سنہ ولادت ۵۲۶ھ

سحر نسیم وصبا مژدہ حبیب آورد
نوید مقدم گل سوئے عندلیب آورد

کتب سیر میں سنہ ولادت کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہے البتہ صاحب کتاب خزینۃ الاصفیا نے بغیر حوالہ کتاب آنجناب کے وصال و سن کے متعلق یہ تحریر کیا ہے۔

وفات خواجہ عثمان پنجم ماہ شوال ششصد و ہفدہ ہجری است و نود و یک سال عمر داشت ۔	خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ نے پانچ شوال ۶۱۷ھ میں وصال فرمایا اور اس وقت اکانوے سال کی عمر تھی۔

پس اگرچہ سو سترہ میں سے اکانوے کم کر دیے جائیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے سنہ ۵۲۶ ہجری میں جبکہ نیشاپور کے مشہور عالم حکیم عمر خیام کی وفات کو ابھی کچھ ہی برس ہوئے تھے کہ خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے۔

بزمینے کہ نشاں کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

مولد

ہروَن علاقہ نیشاپور میں آپ کی ولادت باسعادت عمل میں آئی موضع ہروَن کے متعلق تذکرہ نویس اور مورخ مختلف بیان ہیں بعض کے نزدیک یہ موضع علاقہ بخارا میں ہے لیکن کثرت اس جانب ہے کہ علاقہ نیشاپور سے ہے اور یہی قول محقق ہے۔ دوسرا اختلاف لفظ ہروَن کے تلفظ کی نسبت ہے بعض کے نزدیک ہارون بفتح الرّا اور بعض کے خیال میں ہارون بضم الرا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ دونوں اقوال پایۂ تحقیق سے گرے ہوئے ہیں اس لئے کہ حضور محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ہروَن بلا الف ہے۔

تعلیم وتربیت

اے بر سریر شرع شدہ مالک الرقاب
فائق بر اہل علم چو بر انجم آفتاب

قدیم وجدید تمام کتب سیر میں خوارق عادات اور کرامات کی تفصیل ضرور موجود ہے مگر افسوس ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ ان بزرگان کرام کی پاک زندگی کے پاک حالات کے متعلق پڑھنے والے کی معلومات میں کوئی اضافہ اور وسعت نہیں پیدا کرسکتا، چنانچہ آج کسی تذکرہ کے دیکھنے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ نے کس مقام پر، کس حد تک، کن اساتذہ سے کیا کیا علوم حاصل فرمائے۔

یہ یقینی امر ہے اور کتب سیر اس کی گواہ صادق ہیں کہ آپکو کلام الٰہی حفظ تھا

اور آپ علوم عقلیہ ونقلیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ کتاب سیر الاولیاء جو
حضور محبوب الٰہی کے مریدین گرامی قدر میں سے ایک بزرگ مولانا امیر خورد
کرمانی ؒ نے تالیف فرمائی ہے اس کا بیان ہے۔

در علم شریعت وطریقت وحقیقت
اعلم وقت بود ومقتدائے اوتاد
وابدال

(خواجہ عثمان ہرونی ؒ) شریعت، وطریقت
حقیقت کے علوم کے علامہ تھے اور
اوتاد وابدال کے مقتدا۔

سالکاں را علمش اُستاد آمدہ
قبلۂ ابدال واوتاد آمدہ

علامہ محقق صوفی محدث شیخ مکہ حسن بن علی العجمی اپنی کتاب خباء الزوایا فی
تراجم اھل الکرامات والبرایا میں تحریر فرماتے ہیں۔

وھو الشیخ الکبیر الشان الظاھر البرھان
الراقی اعلیٰ رتب العرفان امام اھل الطریقة
وقدوة شیوخ الحقیقة صاحب الکرامات
الظاھرة والمقامات الفاخرة والسرائر الطاھرة
والبصائر الباھرة والنفحات الرحمانیة
والمحاضرات القدسیة مولانا الشیخ عثمان
الھارونی بفتح الراء وھو موضع بالعجم الچشتی
نسبت الی چشت موضع ببلاد العجم ایضا
کان نفعنا اللہ بہ الیہ النھایة فی التکمیل

(حضرت خواجہ عثمان ہرونی ؒ) بڑی شان کے
بزرگ ہیں کھلی دلیلوں والے ہیں معرفت کے اعلیٰ
مراتب پر فائز ہیں، اہل طریقت کے امام اور شیوخ حقیقت
کے پیشوا ہیں، بین کرامات اور بلند مقامات والے ہیں پاکیزہ
حقیقت ہیں روشن بصیرت ہیں اور رحمانی نفحات
وقدسی محاضرات کے مالک ہیں، مولانا شیخ عثمان
ہارونی بفتح الراء (ہارون) موضع ہے ملک عجم
میں اور چشتی چشت کی طرف منسوب ہے یہ بھی ملک
عجم میں ایک موضع ہے، خدا آپ سے ہم کو نفع پہنچائے

والتعریف والارشاد والتوصل و
ناهیک بان من مریده الخواجه معین الدین
چشتی کان فی زمن سیدی عبدالقادر
الجیلانی رضی الله عنه

آپکی ذات قدسیہ دین کو مرتبہ کمال پر پہنچانے میں
اور معرفت الٰہی کی تعلیم وتلقین اور واصل الی الحق کرنے
میں مرجع تھی، اور آپکے مناقب پر یہ امر کافی ہو کر
آپ کے مریدین سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہیں
جو سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہم زمانہ تھے

سقی العطشان ص ۱۵

ان الشیخ عثمان هو امام اهل العرفان
عظیم الشان ظاهر السلطان باهر البرهان
قائم مقام الولایة عالی مقام جلیل القدر
کبیر الامر هو فی العلم بالله من اهل
ماوراء النهر هارون قریة ببخارا
والعامة فی هذا الزمان بمکة المبارکة
یسمونه هارون بضم الراء واصله و
شیخ هارون بالفتح والاضافة
اقول بفتح الراء الشیخ مضاف الی هارون

یقیناً شیخ عثمان (رضی اللہ عنہ) امام اہل عرفان
عظیم الشان ظاہر السلطان باہر البرہان ہیں۔
مقام ولایت میں آپکا اعلیٰ مقام ہے بلند مرتبہ کے
ہیں بڑے حکم والے ہیں اور آپ عارفین ماوراء النہر
میں اہل ہارون سے ہیں جو ایک قریہ ہے بخارا
میں اور فی زمانہ عام باشندگان مکہ ہارون بضم الراء
کہتے ہیں دراصل اس کا شیخ ہارون فتح اور
اضافت کے ساتھ ہے میں (مصنف)
بفتح الراء کہتا ہوں اور شیخ مضاف ہے ہارون کی طرف

ان کتابوں کے مطالعہ سے یہ قطعی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے تحصیل علوم اور
تکمیل درس کے بعد میدان فقر میں قدم رکھا ہے لیکن تفصیل سے تمام کتب خالی
ہیں اس لئے اس رسالہ میں بھی اگر یہ تفصیل نہ پائی جائے تو تعجب و حیرت کی

بات نہیں ہوسکتی۔

یکے صد شد فروغ حسن گل از صحبتِ شبنم
چراغِ بینک بختاں روشنی از آب میگیرد

مجذوب کی صحبت

عجیب حسن اتفاق ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے مقدس حالات پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے لئے ابتدائی زمانہ میں مجذوب ابراہیم قندوزی کی ملاقات جستجوئے حق اور ترک دنیا کا سبب ہوئی اسی طرح مستند روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم عالم وعالمیان خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کو بھی ابتدائی زمانہ میں ایک مجذوب سے صحبت رہی ہے چنانچہ حضور محبوب الٰہیؒ کے جانشین خاص حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہ کے صحیح ملفوظ کتاب خیر المجالس کا خلاصہ روایت سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کو چرک نامی ایک مجذوب کی صحبت رہی ہے۔ ایک مرتبہ یہ مجذوب شہر میں گئے اور مسجد میں جا کر زیر محراب سو گئے نماز کا وقت آیا تو موذن نے پاؤں پکڑ کر کھینچا اور وہ جاگ پڑے ایک آہ سرد کی منہ سے آگ نکلنے لگی مسجد کی چھت اور دیواریں چوبی تھیں مسجد جلنے لگی اور مجذوب موصوف وہاں سے چل نکلے ادھر آگ بھی بڑھنے لگی اور شہر کے گھروں میں پہنچی شہر جلنے لگا شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ اسی شہر میں

موجود تھے لوگوں نے ان سے واقعہ عرض کیا آپ نے
دریافت کیا کہ وہ درویش کس طرف گئے ہیں لوگوں نے
پتہ بتایا مد شیخ الاسلام اسی طرف روانہ ہوئے ایک مقام پر
مجذوب موصوف کو دیکھا قریب جاکر کہا اے درویش شہر
مجھے بخش دیجئے کہا ہرگز نہیں بخشوں گا شیخ نے کہا مہربانی
کرکے بخش دیجئے کہا اچھا ایک ثلث یعنی تہائی شہر بخش دیا
شیخ نے پھر فرمایا کچھ اضافہ کیجئے کہا دو ثلث بخشے شیخ الاسلام
واپس لوٹ آئے چنانچہ شہر کا ایک ثلث جلکر خاکستر ہوگیا
اور دو ثلث جیسے بخش دئے گئے تھے سلامت رہے۔

اس روایت سے اگرچہ بظاہر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کو مجذوب موصوف سے کس زمانہ میں صحبت رہی ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ صحبت ابتدائی زمانہ کی ہے اسلئے کہ اس روایت سے شیخ الاسلام عبداللہ انصاریؒ اور مجذوب موصوفؒ دونوں کی معاصرت ثابت ہے اور کتب سیر کے بیانات سے شیخ الاسلام عبداللہ انصاریؒ کا سنہ ولادت سنہ ۳۹۶ھ اور سنہ وصال سنہ ۴۸۱ھ ثابت ہوتا ہے پس یہ واقعہ سنہ ۴۸۱ھ سے یقیناً پہلے کا ہے۔ اب اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ سنہ ۴۸۰ھ ہجری ہی میں یہ سانحہ ظہور پذیر ہوا ہے تو مجذوب موصوف کی عمر اسوقت کم وبیش بیس ۲ تیس ۳ برس کی ضرور ہوگی اور خواجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا سنہ ولادت سنہ ۵۲۶ھ ہے پس اگر خواجہ عثمان ہرونی نے پندرھویں سال بھی مجذوب موصوف کی صحبت اختیار فرمائی تو بھی یہ زمانہ مجذوب

موصوف کا عہد کبر سنی ہونا چاہیے اور خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کے عہدِ شباب و پیری تک مجذوب موصوف کا بقید حیات رہنا قرین قیاس نہیں ہو سکتا۔ بہرحال قرینہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کو مجذوب چرکؒ کی صحبت ابتدائی زمانہ میں ہوئی۔

بیعت و ارادت

بدہ بدہ تو بدست خدا شناسے دست
شنو شنو کہ یَدُ اللہِ فوق ایدِیھم
(کمال خطاری)

افسوس ہے کہ کسی کتاب سے تفصیل کیا تھ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کس سنہ میں بیعت ہوئے اور بیعت کے وقت کیا عمر تھی کتنے عرصہ تک پیرو مرشد کی خدمت میں رہے۔ لیکن تذکرہ نویس اور مورخین ہمزبان ہو کر اس کے ضرور قائل ہیں کہ خواجہ خواجگان شیخ الشیوخ حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ سے آپ بیعت ہوئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد خلافت و اجازت حاصل فرمائی۔

سقی العطشان صفحہ ۱۹

الشیخ عثمان الھارونی قدس سرہ
صحب الشیخ الکبیر قدوۃ الاولیا
الحاجی شریف الزندنی قدس سرہ
واخذ عنہ الطریقۃ ولبس منہ الخرقۃ
وحضر لدیہ واستند الیہ وتخرج
الیہ الحاجی مخففۃ اللغۃ العجمیۃ
نسبۃ الی جماعۃ للحاجۃ یطلقونھا

شیخ عثمان ہارونی قدس سرہٗ شیخ الکبیر
قدوۃ الاولیا حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ
کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ ہی سے بیعت بھی
ہیں اور خرقہ (خلافت) بھی لیا ہے اور آپ
(مرشد) کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے
اور آپ ہی سے ہر مسئلہ میں استناد و استخراج
فرماتے تھے اور حاجی بلحاظ لغت عجمیہ مخفف ہے

علی من کان منہم۔ (وفی کتاب الانساب للسمعانی) الزندنی بفتح الزاء وسکون النون وفتح الدال المہملۃ وآخرہا النون ہذہ النسبۃ الی قریۃ ببخارا یقال لہا زندنہ وہی علی اربعۃ فراسخ من البلدۃ۔

جو نسبت ہو جماعت ماتریدیہ کی طرف جسکا اطلاق اس جماعت کے لوگوں پر ہوتا ہے اور کتاب الانساب سمعانی میں ہے زندنی فتح زا اور سکون نون وفتح دال مہملہ کے ساتھ ہے اور آخر میں اسکے نون ہے اور یہ نسبت ہے قریۂ بخارا کی طرف جسکو زندہ کہتے ہیں اور یہ (زندہ) شہر بخارا سے چار کوس پر واقع ہے۔

سیر و سیاحت

کامل شود چو مرد نماند بخانہ بند
آرد چو باز پر نشود آشیانہ بند

آپکی عمر مبارک کا بیشتر حصہ سیروا فی الارض فانظر وکیف کان عاقبۃ المکذبین کی تعمیل میں صرف ہوا آپ نے مختلف دیار و امصار کا سفر فرمایا اور قریب قریب ہر مقام پر پہنچکر کچھ دن قیام فرماکر ریاضت ومجاہدہ فرمایا دوران سفر میں ہزارہا گم کردہ راہ نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور ہدایت پائی۔ یہی وجہ تھی کہ اُس زمانہ میں آپ کی شہرت اک عالمگیر شہرت تھی اور زمانہ آپ کا گرویدہ تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ سمرقند و بخارا میں جب تکمیل علوم فرما چکے تو سنہ ۵۶۲ھ میں بغداد آکر حضرت اقدس پیر و مرشد کی سعادت ملازمت وبیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور کامل بیس سال ملازم خدمت اقدس رہے جیسا کہ کتاب سیر الاولیا کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

سیر الاولیاء صفحہ ۴۵

منقول است کہ شیخ الاسلام
معین الدین قدس سرہ العزیز می فرمود
کہ چوں من بخدمت خواجہ عثمان ہرونی
پیوستم و بشرف ارادت آں بزرگ
مشرف شدم بست سال ملازم خدمت
ایشاں بودم چنانکہ یک ساعت نفس
را از خدمت آں بزرگ راحت ندادم
در سفر و حضر جامہ خواب خواجہ من می
بردم چوں رسوخ خدمت من باعتقاد
تمام معائنہ کرد آنگاہ نعمتے کہ از کمال
خواجہ اقتضا کرد در حق من کرم فرمود

روایت ہے کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہؒ
معین الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ جب میں
(حضرت) خواجہ عثمان ہرونی (رضی اللہ عنہ)
کی خدمت میں حاضر ہوا اور بشرف ارادت مشرف
ہوا (یعنی مرید ہوا) تو بیس سال اسطرح آپ کی
ملازمت میں گذارے کہ ایک گھڑی کیلئے بھی
اپنے نفس کو آپ کی خدمت سے آرام نہیں پہنچایا
سفر و حضر میں خواجہؒ کا بستر بیجایا کرتا تھا جب میری
عقیدتمندانہ خدمت کا آپ نے معائنہ فرمایا
تو اسوقت مناسب نعمت سے سرفراز فرماکر
میرے حال پر کرم فرمایا۔

غرض یہ ہے کہ آنجناب نے عرب و عجم کے بہت سے شہروں کا سفر فرمایا کئی بار حرمین شریفین کی زیارت کی اور مدت دراز تک وہاں قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ مدفن مبارک مکہ معظمہ ہی میں ہے حضرت خواجہ بزرگ سفر میں اکثر ہمرکاب فیض انتساب رہے ہیں۔

سفر ہندوستان

شیدائے رخ بزلف گرہ التفات نیست
دل ما یکے بست بہندوستاں نرفت
(معین اجمیریؒ)

سیر و سیاحت کے سلسلہ میں بعض تذکرہ نگاروں نے یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ عہد التمشی میں ایک بار ہندوستان میں بھی تشریف لائے ہیں چنانچہ تاریخ فرشتہ میں حاجی محمد قندہاری کی تاریخ کے حوالہ سے حسب ذیل روایت موجود ہے۔

"حاجی محمد قندہاری کی تاریخ میں مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی رح کے پیر یعنی شیخ عثمان ہارونی شمس الدین محمد التمش کے عہد میں دہلی میں تشریف لائے، اور شمس الدین نے جو آنحضرت کے مرید تھے اُن کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اس مدت میں خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر میں متوطن تھے اس صورت میں معلوم ہوا ہندوستان میں پیر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی"

اس روایت کی صحت میں ہمیں شبہ ہے اور اس کی یہ وجہ ہے کہ ملفوظات کی معتبر اور مستند کتابیں اس مسئلہ میں ساکت و خاموش ہیں اور اُن کا یہ سکوت یقیناً انکار کا مترادف اور ہم معنی ہے کیونکہ خواجگان چشت کی تاریخ کا ایسا زبردست واقعہ کہ مخدوم عالم و عالمیان حضرت خواجہ عثمان ہرونی رح اپنا وطن چھوڑ کر دور دراز سفر کی زحمتیں برداشت کرکے دہلی تشریف لائیں اور کسی معتبر ملفوظ تو کیا کسی معتبر کتاب میں بھی اس واقعہ کی تصدیق صراحۃً "و وضاحۃً" کے بجائے اشارۃً و کنایۃً بھی نہ پائی جائے۔ ایسی حالت میں یہ روایت روایت متواتر ہونا تو کیا معنی روایت احاد کے درجہ سے ذرہ برابر بڑھتا نظر نہیں آتی، اس کے علاوہ

عہد التمش میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ کا قیام دہلی تمام تذکرہ نویسوں اور مؤرخوں کے نزدیک اک واقعہ مسلمہ ہے اور اگر تھوڑی دیر کے لئے بالفرض کتاب دلیل العارفین کی روایت کو اس حیثیت سے صحیح تسلیم کرلیا جائے کہ باعتبار زمانہ یہ کتاب قدیم ہے اور کسی نہ کسی شخص نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے تو یہ روایت بھی کم از کم ایک قدیم تذکرہ کی روایت کے ہموزن ضرور ہے تو حضرت خواجہ قطب الدین رضی اللہ عنہ کا حضرت خواجۂ بزرگؒ کی ہمراہ اجمیر تشریف لانا ثابت ہوتا ہے چنانچہ دلیل العارفین کی عبارت پیش کیجاتی ہے۔

دلیل العارفین صفحہ ۵۴

"چوں خواجہ دریں فوائد رسید
چشم پُرآب کرد و فرمود مسافر میشوم
جائیکہ دفن ما خواہد بود یعنی در اجمیر
میروم ہر کسے را وداع کرد و دعاگو
برابر در راہ بود بعد ازاں در اجمیر رسیدیم
و آں روز اجمیر از اں ہندواں معمور
آباد و مسلمانی چناں نبود چوں قدم
مبارک خواجہ اینجا رسید چنداں اسلام
ظاہر شد کہ آں را حد نبود۔

الحمد للہ علی ذالک

جب (حضرت) خواجہ (معین الدین چشتیؒ)
اس ذکر پر پہنچے تو آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے
اور فرمایا کہ میں وہاں کا سفر کرنا چاہتا ہوں جہاں
میرا مدفن ہوگا یعنی اجمیر جاتا ہوں اسکے بعد ہر شخص
کو رخصت فرمادیا اور دعاگو (حضرت خواجہ قطب الدینؒ)
آپکے ہمراہ ہولیا اسکے بعد اجمیر میں پہنچے۔ اسوقت اجمیر
ہنود سے آباد تھا اور اسطرح مسلمانی نہ تھی جب
حضرت خواجہ بزرگ کے قدم مبارک وہاں پہنچے تو
اسلام ایسا چمکا جسکی کوئی انتہا نہ تھی

الحمد للہ علی ذالک

مندرجہ بالا بیان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار رضی اللہ عنہ

عہد التمش میں دہلی میں قیام فرماتے نیز تمام کتابیں اس کی تائید کرتی ہیں پس
اس صورت میں خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی لبث پیر و مرشد سے ملاقات
اگر ایک نامعلوم حقیقت ہے تو مخدوم عالم و عالمیان خواجہ عثمان رح سے خواجہ قطب الدین رح
کے استفادہ فرمانے میں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں. کیا اب یہ ہو سکتا ہے
کہ خواجہ قطب الدین رح کی مبارک زندگی کا ایسا عظیم الشان اور مایۂ ناز کارنامہ
کہ وہ اپنے پیر و مرشد کے پیر و مرشد سے استفادہ حاصل کریں اور صفحۂ تاریخ سے
یہ واقعہ ایسا محو ہو کہ اس کا اثر تک باقی نہ رہے اور خواجگان چشت میں سے نہ
متقدمین میں سے کسی کی زبان پر یہ قصہ آئے نہ متاخرین میں اس کا چرچا
ہو. پھر زیادہ تعجب خیز اور حیرتناک یہ امر ہے کہ حضرت مخدوم المشائخ کا
یہ سفر اپنے خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ معین الدین رح کے دیدار کی خاطر تھا اور مورخ
سب کچھ بیان کر کے سفر کی اس علت غائی کے بیان ہی سے خاموش ہو جائے
کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ خواجہ بزرگ دہلی حاضر ہو کر نعمت صحبت سے مالا
مال ہوتے یا خود یہ دریائے کرم جو مسافت بعیدہ طے کر کے بغداد یا ہرون سے
دہلی تک آ چکا تھا سرزمین اجمیر کو بھی سیراب فرما دیتا غرض خود روایت کا اضطراب
صحت واقعہ کا کسی طرح حامل نہیں ہے۔

خوارق عادات

ہر چشمہ باندازۂ توفیق بریزند
میخانۂ توفیق خم و جام ندارد

اگر انبیاء سے کوئی خرق عادت ظاہر ہوتا ہے تو اُسے معجزہ کہا جائیگا۔ اور اگر
اولیاء میں سے کسی فرد کامل سے اظہار ہوتا ہے تو یہ کرامت کہلائیگی اسلئے کرامت

ومعجزہ کی حقیقت در اصل ایک ہے البتہ اصطلاح نے صرف امتیاز کے لئے دو نام رکھکر اس کی دو تقسیمیں علیٰحدہ علیٰحدہ کردی ہیں انبیاء کے لئے اپنی صداقت کی گواہی میں معجزہ کا اظہار ضروری اور لازمی تھا۔ مگر اولیاء اللہ کے لئے کرامت کا اخفا ضروری بتایا گیا ہے۔

کتمان الکرامۃ فرض علی الاولیاء
کما اظہار المعجزۃ فرض علی الانبیاء

ترجمہ: کرامت کا چھپانا اولیاء اللہ پر اس طرح فرض ہے جیسے کہ معجزہ کا اظہار انبیاء پر۔

ہمارے خیال سے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کی ہدایت تھی اس لئے انہیں اک مافوق الفطرت قوت عطا فرما کر دنیا میں بھیجا جاتا تھا تاکہ بندگان الٰہی پر یہ ظاہر اور آشکارا ہوجائے کہ تائید الٰہی انکی شریک کار ہے اور انہیں یقین آجائے یہ بزرگ افراد بلا شبہ خدا کے سچے پیغامبر ہیں پس ضرورت تھی کہ وہ دنیا کے سامنے اپنی اس قوت کو کام میں لاتے۔

اولیائے امت مجاہدہ وریاضت سے تزکیہ نفس فرماتے ہیں اس سلئے ان میں بھی اک ایسی ملکوتی قوت پیدا ہوجاتی ہے جسے مافوق الفطرت قوت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور وہ اس قوت کے ذریعہ سے اُن تمام صورتوں کو عمل میں لانے پر قادر ہیں جسے اک انسانی طاقت پیدا نہیں کر سکتی مگر انکے لئے اس قوت سے کام نہ لینا اس سلئے غیر ضروری ہے کہ نبوت ختم ہوچکی مقصد بعثت پورا ہوگیا حجت الٰہی تمام ہوگئی دین فطرت کمل ہوچکا۔

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

ترجمہ: کمل کردیا میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کیا تم پر اپنی نعمت کو۔

اب ضرورت نہیں کہ لوگوں کے لئے کوئی دلیل اور حجت پھر قائم کیجائے
اس لئے کہ حق و باطل بالکل ظاہر ہے نور و ظلمت میں اب آنکھیں امتیاز کرسکتی ہیں۔
فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا (ترجمہ) پس (اب) جو شخص بھی چاہے اپنے رب کیطرف راستہ اختیار کرے

مخلوق تک نعمت الٰہی پہنچانیکے لئے ابتدائی آفرینش سے ہزارہا انبیا مبعوث
کے گئے اور ہر اک فرد کامل نے اپنے فرض منصبی کو اہتمام شان کیساتھ انجام دیا
اور ہدایت پانے والوں نے ہدایت پائی بدبخت گمراہوں نے ملامت کے طوق اپنی
گردنوں میں ڈالے بالآخر ختم الانبیا ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر
باآواز بلند پکار کر فرمادیا۔
لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔ (ترجمہ) تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین ہے۔
جب شریعت کے قوانین کی تکمیل ہوچکی تو پھر کوئی ضرورت نہیں کہ کوئی نبی بھیجا
جائے کہ لوگوں کو معجزات دکھائے اب چونکہ کرامت بھی حقیقت میں معجزہ ہی ہے
اس لئے اولیاء کے لئے اس کا اخفا ضروری ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود دیکھا
گیا ہے کہ اکثر اولیائے امت سے ظہور کرامات ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے
کہ بعض وہ مردان خدا ہیں جو اپنے حال پر خود قادر نہیں ایسے افراد سے
غلبۂ حال میں اکثر بلا ارادہ کرامات ظاہر ہوجایا کرتی ہیں مگر اس سے یہ نہیں
کہا جاسکتا کہ جو اولیاء اللہ اپنی کرامات کو نہیں چھپا سکتے وہ فرض کتمان کرامت
کے فقدان کے حامل ہیں کیونکہ فعل اضطراری یا کیفیت وجدانی کو ہر قسم کی گرفت
سے آزادی ہوتی ہے۔ اور بعض وہ عالی ظرف اور بلند حوصلہ مردان خدا ہیں

جو بشکل کبھی اظہار کرامت فرماتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اگر بر ہوا پری مگسی۔ وگر بر دریا روی خسی۔ دل بدست آر کہ کسی" یعنی یہ مقصد اگر کوئی شخص اپنے زور ولایت سے ہوا میں اڑنے لگے تو وہ ایک مکھی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا اور اگر کوئی پانی پر چلنے لگے تو ایک تنکا بھی ایسا کر سکتا ہے اس لئے یہ کوئی کمال نہیں۔ انسان کے لئے اس حیثیت سے کہ وہ انسان ہے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے قلوب پر حکمرانی کرے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اولیائے کاملین کے نزدیک کسی خرق عادت کا اظہار کوئی چیز ہی نہیں ہے ہاں اب یہ بتانا ہے کہ ایسے مقدس افراد سے اگر کوئی کرامت ظہور پذیر ہوتی ہے تو یہ اظہار نمود کے لئے نہیں ہوتی بلکہ یا تو کسی جذبۂ خالص وصادق کی تحریک پر یہ صورت پیش آتی ہے یا اس سے ان لوگوں کو ہدایت مقصود ہوتی ہے جن میں یہ قابلیت نظر آتی ہے اور اظہار کرامت سے قوۃ کو فعل کا لباس پہنانا منظور ہوتا ہے۔ نیز بعض اوقات کرامت نمائی سے محض مذہب اسلام کی صداقت اور پرستاران کی پختگی بھی منظور ہوتی ہے۔

حضرت اقدس خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس آیت من آیات اللہ تھی پس ایسی حالت میں سرکار اقدس کی عظمت شان و علو مرتبت کے لئے خوارق عادات سے استدلال لانا ہمارے نزدیک گستاخانہ جرارت ہے نہ اس لئے کہ ایسی ذات اقدس خود کرامات کے لئے شرف ہوا کرتی ہے۔ لیکن چونکہ ہم سرکار والا کا تذکرہ لکھ رہے ہیں اس حیثیت سے ہمارا فرض

ہے کہ وہ خوارق عادات بصورت تذکرہ پیش کریں جن کا سراغ بعض کتابوں سے ملتا ہے تاکہ بعض لوگوں کی دلچسپی کو بھی کوئی صدمہ نہ پہنچے۔

از سلوک صاحب دلاں کسے آگاہ نیست

عبور دجلہ

میرود بر آب و نقش پائے او در راہ نیست

عبارت سیر الاولیاء صفحہ ۴۴

منقول است کہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری طیب اللہ مضجعہ می فرمود کہ وقتے من برابر خواجہ عثمان ہرونی در سفر بودم در کنارۂ دجلہ رسیدیم کشتی نبود خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ العزیز فرمودہ چشم پیش کن چشم پیش کردم خواجہ را و خود را در گزار آں دجلہ دیدم از خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ العزیز پرسیدم کہ شما ایں چہ کردید فرمودہ کہ پنج بار سورہ فاتحہ بخواندم

روایت ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری طیب اللہ مضجعہ نے فرمایا کہ ایک وقت میں خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ العزیز کے ساتھ سفر میں تھا، ندی کے کنارہ پر پہنچے کشتی نہ تھی خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر میں نے آنکھیں بند کر لیں (اس کے بعد) خواجہ اور اپنے آپ کو ندی کے پار دیکھا۔ میں نے خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھا۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ سیر الاولیاء ص ۴۵

قبر میں مرید کی مدد

تیر جستہ باز گرداند ز راہ

منقول است کہ شیخ الاسلام

روایت ہے کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین

معین الدین سنجری قدس سرہ العزیز
میفرمود کہ مرا ہمسایۂ بود از مریدان
خواجہ عثمان ہرونی او نقل کرد من
برابر جنازۂ او رفتم چون او را در گور
نہادند خلق باز گشت من ساعتے
بر سر قبر آن دوست مشغول بودم
دیدم فرشتگان عذاب حاضر شدند
درین میان خواجہ عثمان ہرونی
رسید و گفت کہ زینہار ایں را عذاب
مکنید کہ ایں از مریدان من است
فرشتگان را فرمان شد او را بگوئید
کہ ایں برخلاف تو بود خواجہ قدس
سرہ العزیز فرمود کہ آنچہ ایں برخلاف
من بود فا ما خود را در پلۂ من بستہ
بود فرمان شد کہ اے فرشتگان دست
از مرید خواجہ عثمان بدارید کہ ما او را
بہ او بخشیدیم۔

سنجری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا ایک
ہمسایہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے مریدوں سے تھا اُس کا انتقال ہوا
میں اس کے جنازہ کے ساتھ گیا جب اُسکو
دفن کر کے لوگ لوٹ چکے میں ایک گھنٹہ اُس
دوست کی قبر پر ٹھیرا رہا۔ میں نے دیکھا کہ عذاب
کے فرشتے آئے اور اسی اثنا میں حضرت خواجہ
عثمان ہرونی قدس سرہ العزیز آپہنچے اور فرمایا
کہ اس شخص پر ہرگز عذاب مت کرو کیونکہ یہ میرے
مریدوں سے ہے فرشتوں کو حکم (حکم الٰہی) ہوا کہ
حضرت سے کہو کہ یہ شخص آپ سے پھرا ہوا تھا
یعنی نافرمان تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بیشک اسنے
میری نافرمانی تو کی لیکن اپنے آپ کو میرے
سلسلہ میں داخل کر چکا تھا۔ حکم ہوا کہ اے
فرشتو حضرت کے مرید سے ہاتھ
روک لو ہم نے اُن کے طفیل میں
اُس کو بخشدیا۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ٥

ز مشرق تا بمغرب سیر دو خورشید در روزے

پیرمرد کی حکایت

بیک لحظہ رسد صاحب دلے از جائے جنید

سیر الاولیاء صفحہ ۴۴

منقول است کہ وقتے پیرے بخدمت
خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز بغایت
پریشان خاطر آمد خواجہ ازو پرسید کہ
چہ حال است کہ خاطر برجا نداری
گفت مدت چہل سال باشد کہ پسرے
از من غائب شدہ کہ از حیات و موت
او خبر ندارم بخدمت خواجہ آمدہ ام تا
فاتحہ درخواست کنم مگر پسر بمن رسد
خواجہ در مراقبہ شد چوں زمانے بگذشت
حاضران مجلس را فرمود کہ فاتحہ بخوانیم
بہ نیت آنکہ پسر ایں پیرمرد باو رسد
چوں فاتحہ خواندند فرمود برو پسرت
در خانہ آمدہ باشد چوں پیرمرد بخانہ آمد
آیندہ بیامد و گفت مبارک باد پسرت
آمد چوں پیر آمد پسر ملاقی شد پدر

روایت ہے کہ ایک وقت ایک بوڑھا شخص
سخت پریشانی کیساتھ حضرت خواجہ عثمان
قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر
ہوا حضرت نے اُس سے سبب پریشانی دریافت
فرمایا۔ اُس نے یہ عرض کی کہ چالیس سال
سے میرا ایک لڑکا غائب ہے اُسکی حیات و
موت کی مجھے خبر نہیں سو آپ کی خدمت بابرکت
میں اسلئے حاضر ہوا ہوں کہ دعا کے لئے درخواست
کروں شاید کہ لڑکا میرے پاس پہنچ جاوے
حضرت نے مراقبہ فرمایا۔ جب کچھ وقت
گذر چکا۔ حاضرین مجلس سے فرمایا ہم اس
امر کی دعا کرتے ہیں کہ اس بوڑھے کا لڑکا
اسکے پاس آئے پھر جب دعا ہو چکی فرمایا کہ جا تیرا لڑکا
تیرے مکان میں آ گیا ہوگا۔ جب بوڑھا گھر پہنچا تو
ایک شخص نے کہا مبارک ہو تیرا لڑکا

دپسر بخدمت خواجہ بردو سعادت
پابوس حاصل کردند خواجہ ازو پرسید
چگونہ بودی گفت در جزیرہ از جزائر
دریا دیوان گرفتہ بودند و زنجیر کردہ
امروز در آں مقام بودم درویشے ہم
بطریق شما دست در زنجیر کرد و مرا
نزدیک خویش ایستانید زنجیر از من
بیفتاد و بعدہ گفت پائے بر پائے من
نہ چناں کردم فرمود چشم پیش کن
چناں پیش کردم خود را بر در خویش دیدم

آیا بوڑھے نے بیٹے سے ملاقات کی۔ اور بیٹے
نے حضرت کی پابوسی کا شرف حاصل کیا حضرت
نے لڑکے سے دریافت فرمایا کہ تو کس حال میں
تھا۔ عرض کی کہ دریا کے ایک جزیرہ میں دیوں
نے پکڑ کر زنجیر میں باندھ رکھا تھا میں آج اسی جگہ
تھا جو ہو آپ کے سے ایک درویش نے زنجیر میں
ہاتھ ڈالا اور مجھے اپنے نزدیک کھڑا کیا زنجیر مجھ سے
چھوٹ کر گر گئی۔ اسکے بعد فرمایا کہ میرے پاؤں پر
پاؤں رکھ میں نے اسی طرح عمل کیا پھر فرمایا کہ آنکھیں
بند کر جیسے آنکھیں بند کر لیں تو خود کو اپنے دروازہ پر پایا

زسِرّ خاصہ خاصاں کسے نشد آگاہ
شانِ جلال عزیمتے نکند گاہ کُل یرید اللہ (کامل قسطلانی)

فوائد السالکین صفحہ ۱۴

فرمود کہ وقتے بخدمت شیخ معین الدین
حسن سجزی قدس اللہ سرہ العزیز حاضر
بودم ایشاں حکایت کردند کہ روزے
پیش شیخ عثمان ہارونی پیر خود استادہ
بودم شیخ برہان الدین نام درویشے بود ہم

فرمایا کہ ایک وقت میں حضرت شیخ معین الدین
حسن سنجری قدس سرہ العزیز کی خدمت مبارک
میں حاضر تھا آنحضرت نے ذکر فرمایا کہ ایک روز
میں اپنے پیر حضرت شیخ عثمان ہرونی کی خدمت
اقدس میں کھڑا ہوا تھا۔ ایک درویش شیخ برہان الدین

خرقہ شیخ معین الدین حسن سنجری او از
دست ہمسایۂ مند بود خاطر پریشان
بخدمت شیخ آمد روئے بر زمیں آورد
فرمود بنشیں نشست ضمیر روشن کر
در شیخ عثمان ہارونی بود اورا پرسید
کہ ترا خاطر آزردہ می بینم روئے بر زمیں
آورد کہ ہمسایہ دارم از دست او پیوستہ
در رنج میباشم او بامے تیار کردہ است
ہر بار بر بالائے بام بر می آید و خانۂ دعاگو
بے ستر میشود ہمینکہ ایں عرضداشت
کرد بیک فور از زبان شیخ الاسلام بر آمد
کہ ترا امید اند کہ پیوندے با ما داری گفت
آری خواجہ نفس راند کہ چگونہ از بام
نمی افتد و مہرۂ گردن او نمی شکند آن
درویش از آنجا روئے بر زمیں آورد
و باز گشت نیمے راہ نرسیدہ بود کہ آواز
از آں محلہ بر آمد کہ فلاں ہمسایۂ درویش
از بام افتادہ و مہرۂ گردن او بشکست

نامی جو میرے پیر بھائی تھے شیخ کی خدمت قدس
میں دلی پریشانی کیساتھ حاضر ہوئے، اور آستان
بوسی کی۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ بیٹھ گئے، چونکہ
شیخ روشن ضمیر تھے ان سے فرمایا کہ میں تمکو رنجیدہ
خاطر پاتا ہوں انہوں نے سر نیاز جھکا کر یوں معروض
کیا کہ میں اپنے ایک ہمسایہ کے ہاتھوں ہر وقت رنجیدہ
رہتا ہوں کیونکہ اس نے ایک کوٹھا بنایا ہے اور
ہر وقت اسپر آیا کرتا ہے جسکی وجہ سے اس دعاگو
کے غریب خانہ کی بے پردگی ہوتی ہے یہ اسی قدر
عرض کرنے پائے تھے کہ شیخ کی زبان مبارک
سے فوراً یہ جملہ نکلا وہ یہ جانتا ہے کہ تو ہم سے نسبت
رکھتا ہے۔ عرض کی کہ ہاں، شیخ نے غضبناک ہو کر
فرمایا کہ کوٹھے سے کیوں نہیں گر جاتا اور اسکی
گردن کا منکا کیوں نہیں ٹوٹتا ہے وہ درویش
زمین ادب چوم کر وہاں سے واپس ہوئے آدھے
رستے تک بھی نہ پہنچے تھے کہ اسی محلے سے یہ
شور سنا کہ درویش کا وہی ہمسایہ کوٹھے سے
گر پڑا اور اسکی گردن کا منکا ٹوٹ گیا۔

کتاب فوائد السالکین کے حوالہ سے مندرجہ بالا جو روایت نقل کی گئی ہے اس

سے یہ سمجھا جاسکتا ہو کہ فوائد السالکین کی نسبت تالیف ہمارے نزدیک صحیح ثابت ہو۔ اور یہ کتاب حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کے ملفوظات کا مجموعہ ہو۔ جسے فرید العصر خواجہ فرید الدین گنجشکر نے مرتب فرمایا ہو۔ لیکن ہم صاف طور پر یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ کتاب فوائد السالکین سے یہ نقل کر دینا ایسا ہی ہو جیسے فضائل اعمال و رجال میں احادیث ضعیفہ قبول کر لیجاتی ہیں ٭ نیز یہ واقعہ ہو کہ فوائد السالکین کو چاہے کسی نے مرتب کیا ہو ہر حالت میں اسے اکثر کتابوں سے تقدم زمانی یقیناً حاصل ہو۔ اسوقت ایک اس روایت کو جس میں صرف کرامت کا اظہار کیا گیا ہو ضعیف و موضوع کہکر ہم نظر انداز نہیں کرسکتے۔ اور پھر اسکے خلاف دلائل بھی ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں ٭

روشنضمیری

جام جہان نماست ضمیر منیر دوست
اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجتست
(خواجہ حافظؒ)

سیر الاقطاب ص ۹۹

نصف شب ہفتاد نفر از کافراں	آدھی رات کے وقت کافروں سے (ستر)
جمع بودند میان خود گفتند کہ ہمیں ساعت	آدمی اکٹھے ہوئے اور آپس میں یہ گفتگو کی کہ اسی
پیش خواجہ ہارونی برویم و بہ چیزے	وقت حضرت خواجہ عثمان ہرونی کے پاس
بیازمائیم اگر خاطر خواہ ما کند بتقین دانیم	جائیں اور کسی چیز پر آزمائیں۔ اگر وہ ہمارے
کہ امروز مثلش دیگرے نیستاپس ہر	منشاء دل کے موافق کچھ کر دکھائیں تو ہم یقینی طور پر
طعام در دل خود از جنس طعام غیر	یہ جان لیں کہ آج اونکے برابر کوئی دوسرا نہیں
مکرر قرار کردہ بخدمت آنحضرت آمدند	ہو مختصر یہ کہ ہر شخص نے اپنے دل میں کھانیکی

وحضرت نشستہ بودند چون انہارا دیدند
فرمودند بیائید اے فرزندان آدم
خدا تعالی عالم السر والخفیات است
و ہر کہ لطف فرمائید او را نیز معلوم نمودہ
پس نشستن حکم فرمود بخادم اشارت
شد تا دستہائے ایشان بشویانند خادم
فرمان بجا آورد پس حضرت خواجہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم بر زبان مبارک می راندند
و ہم مرتبہ کہ دست حق بدست خود
سوئے آسمان میکرد طبقے طعام از عالم
غیب بدست مبارکش آمدے و پیش ہر کدام
بترتیب میکشید و خواہش ہر کس ہر چہ
بود پیش او ہمہ نعمت موجود شدے حضرت
خواجہ فرمود بخورید نعمت حق جل و علی
بموجب حکم سیر خوردند و شکر انعام
نمودند و در تعجب ماندند بعد از دیرے
عرض نمودند یا خواجہ این خود دانستیم کہ
امروز ہمچو تو بزرگ و صاحب نعمت
در عرصہ موجود نیست اما این بفرما کہ

قسم سے ایک علیحدہ چیز سوچ لی۔ اور سب
حضرت کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے
حضرت تشریف فرما تھے۔ جب انہیں ملاحظہ فرمایا
ارشاد کیا کہ اے آدمؑ کے بیٹو۔ آؤ اللہ پاک بھید
اور چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور جس پر لطف
فرماتا ہے اُسکو بھی معلوم کراتا ہے اسکے بعد بیٹھنے
کے لیے حکم دیا۔ خادم کو ارشاد ہوا کہ ان کے
ہاتھ دھلائے۔ خادم حکم بجا لایا۔ بعدہٗ حضرت
خواجہؒ نے زبان مبارک سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ادا فرمایا
اور جتنی مرتبہ دست حق پرست آسمان کی طرف بڑھایا
ہر ایک مرتبہ ایک طبق (تھال) کھانیکا عالم غیب سے
دست مبارک میں آتا اور ہر شخص کے سامنے ترتیب وار
رکھدیا جاتا اور جس شخص کو جس چیز کی خواہش ہوتی
اُسکے آگے وہی نعمت موجود ہو جاتی حضرت خواجہؒ
نے فرمایا کہ حق جل و علی کی نعمت کھاؤ حسب ارشاد
عالی خوب کھایا۔ شکر انعام بجا لائے اور حیران رہے
تھوڑی دیر کے بعد عرض کی یا خواجہؒ ہم یہ جانتے
ہیں کہ آج آپکی مانند بزرگ و صاحب نعمت دنیا
میں موجود نہیں ہے لیکن یہ فرمائیے کہ اگر ہم بھی

ما نیز ایمان بوحدانیت حق جل و علا بیاریم و مسلمان شویم خدائے بزرگ تو ما یان را ہیچ تو صاحب نعمت فرمائید یا نہ حضرت فرمودمن بیچارہ چہ کسم و در چہ شمارم اگر لطف او کند از ین ہزار مرتبہ زیادہ تر نبوازد و ہمہ مسلمان شدند و مرید حضرت خواجہ شدند و خدمت اختیار کردند ہمہ را فی الحال کشف گردید و در اندک مدت از اولیائے کامل گشتند

حق جل و علا کی وحدانیت پر ایمان لائیں اور مسلمان ہو جائیں تو آپ کا خدائے بزرگ ہمکو بھی آپ کیطرح صاحب نعمت فرما سکتا ہے یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں بیچارہ کیا ہوں اور کس شمار میں ہوں اگر وہ (اللہ تعالیٰ) اپنا لطف فرمادے تو اس سے ہزار درجہ زیادہ سرفراز فرمائے وہ سب مسلمان ہوئے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور خدمت مبارک میں رہنے لگے اسیوقت سب پر تمام حال کھل گیا اور تھوڑی سی مدت میں اولیائے کامل ہوگئے

مسئلہ سماع پر علما کی زبان بندی

علم ظاہر صورت آب و گل است
علم معنی جوہر جان و دل است

کتاب سیر الاقطاب صفحہ ۹۶

نقل است کہ وقتے خلیفہ وقت آنحضرت را منع نمود و گفت اگر سماع نیک بودے حضرت سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی ترک نہ کردے و خلیفہ مرید سہروردیان بود و بعضے علما و فقہا

روایت ہے کہ خلیفۂ وقت نے ایک مرتبہ حضرت کو سماع کی ممانعت کی اور کہا کہ اگر سماع جائز ہوتا تو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی ترک نہ فرماتے خلیفہ سہروردیہ سلسلہ میں بیعت تھا بعض علما اور فقہا حضرت کے موافق تھے اور بعض

باحضرت خواجہ رح موافق بودند و بعض با
خلیفہ و بادشاہ قرار داد ہر کہ سماع شنود
او را بردار کشند و قوالاں را بکشند
ایں ماجرا حضرت خواجہ شنید فرمود
سماع سریست از اسرار الٰہی کہ اندر
میان خدائے عزوجل و بندہ ہیچ
نمی ماند آں را ہرگز پنہاں نمی تواں
کرد و کرا قدرت باشد کہ مارا از سماع
منع کند از خدائے عزوجل خواستہ
و امیدوارم کہ تا قیامت مریدان
و فرزندان ما سماع شنوند و کسے ظفر
باہل سماع نیابد و خلیفہ کہ مرید شہر دست
آنرا حرام است اکثر پیران ما سماع شنیدہ
اند با ایں ہمہ اگر توبہ نمایم زہے گناہگار
باشم ایں جواب تمامی بخلیفہ
رسانید خلیفہ حجاب را فرمود کہ
پیش خواجہ عثمان برو و بگوید کہ بیا
و با علما بحث نمائید اگر علما سماع
را قبول کنند منع نہ کنم حجاب بخدمت

خلیفہ کے۔ خلیفہ نے یہ حکم دیدیا کہ جو شخص سماع
سُنے اُسکو دار پر کھینچ دیں اور قوالوں کو
مار ڈالیں یہ کیفیت حضرت نے سُنی فرمایا
کہ سماع اللہ پاک کے بھیدوں سے ایک بھید ہے
دوران سماع میں خدائے عزوجل اور بندہ
کے درمیان کوئی چیز حائل و مانع نہیں ہوتی
ہے اس کو کوئی ہرگز موقوف نہیں کرسکتا اور
کسکی طاقت ہے کہ ہمیں سماع کی ممانعت
کرے میں اللہ پاک سے دعا کرتا اور امید رکھتا
ہوں کہ ہمارے مرید اور ہماری اولاد قیامت
تک سماع سُنے اور اہل سماع پر کوئی شخص فتح
نہ پائے البتہ سماع خلیفہ کے لئے حرام ہے کیونکہ
وہ تمہارے خاندان میں مرید ہے ہمارے
اکثر پیروں نے سماع سماعت فرمایا ہے باوجود
اسکے اگر میں اس سماع سے توبہ کروں تو
خطاوار و گناہگار ہوتا ہوں حضرت کا فرمان
بتفصیل خلیفہ کو پہنچایا گیا۔ خلیفہ نے ہرکارہ کو
حضرت کی خدمت مبارک میں بھیجکر یہ عرض کرنے
کا حکم دیا کہ حضرت تشریف لائیں اور علما کے ساتھ بحث

آنحضرت آمد و بیان نمود پس آنحضرت
ہمان ساعت استخارہ نمود و روان
گشت و بمجلس خلیفہ تشریف ارزانی داشت
و خلیفہ تمامی علمائے متبحر را جمع کرد چون
آنحضرت در محفل آمد خلیفہ تاب نیاورد
و دران محفل نشستہ ماندن نتوانست
و پس پردہ بنشست علما کہ جمال
جہان آرائے آن حضرت دیدند
بہ لرزہ آمدند و علمی کہ داشتند فراموش
کردند چنانکہ حروف تہجی ہم بیاد نماند
خلیفہ ہر چند ایشان را تقویت میداد
و تحریص بہر مباحثہ می نمود در جواب
آن عاجز بودند زبان ایشان چنان
بستہ شد کہ دم نزدند آخر الامر بہ خلیفہ
گفتند یا خلیفہ علمی کہ داشتیم بمجرد دیدن
روئے خواجہ عثمان آن فراموش کردیم
بخدمت آنجناب تقویت بحث نداریم
ناچار جملہ علما و فقہا و کبار گریبان بعجز و
قصور اعتراف کنان در پائے حضرت

کریں اگر علما صلح کو جائز مانیں تو بہتر تھا
نہ کرونگا۔ ہرکارہ نے خدمت اقدس میں
حاضر ہو کر عرض کی اُسی وقت استخارہ فرمایا
اور خلیفہ کی مجلس میں تشریف ارزانی فرمائی
خلیفہ نے تمام متبحر علما کو جمع کیا اور خود محفل میں
بیٹھنے کی تاب نہ لاسکا اور پردہ کے پیچھے بیٹھ گیا علما حضرت
کا جمال جہاں آرا دیکھ کر کانپ گئے تھے اور جسقدر علم
رکھتے تھے بھول گئے۔ حتی کہ حروف تہجی بھی یاد
نہ رہے خلیفہ نے اُنہیں بہت کچھ تقویت
دی اور مباحثہ کے لئے ترغیب دلائی لیکن
وہ اسکا جواب تک ادا کرنے میں مجبور تھے
انکی زبان بندی کچھ اس طرح ہو گئی تھی کہ
دم تک نہ مار سکے۔ آخرکار یہ کہا کہ یا خلیفہ
ہم جسقدر بھی علم رکھتے تھے حضرت خواجہ عثمان
کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی بھول گئے لہذا ہم
حضرت سے مباحثہ کرنے کی قوت و سکت نہیں
رکھتے ہیں آخر ناچار ہو کر تمام علما و فقہا و اکابرین
نے رو کر اپنی عاجزی و قاصری کا اعتراف
کرتے ہوئے حضرت کے قدموں میں

اعتقاد دارند و فریاد کردند که یا خواجه خلیفه
مرید سهروردیان است از سماع منع
میکند ما چه قدرت داریم که بگوئیم
سماع حرام است صدقهٔ خود و بصدقهٔ
اهلِ سماع بر ما حیران شدگان لطف
فرما تمام عمر بر علم صرف کرده ایم و در
طرفة العین از ما فراموش شده و
یقین دانیم تا توجه نفرمائی علم بسینه
ما عود نخواهد نمود آنحضرت فرمود ای
نادانان شما قدر سماع چه دانید سماع
را اخوان شرط است حضرت خواجه
جنید بغدادی چون انرا مشکل پنداشت
دل از سماع باز داشت و ترک نمود اگر
در عصر ما بودی هرگز سماع ترک نکردی
و حالانکه ما را ترک خواجه جنیدؒ حجت
نیست پیران ما چون سماع شنیده اند
هرگز کسے نتوانست که بر سماعش
انکار کند مشکل در همه اطوار متابعت
ایشان میکنم سنت سینه بسینه چا

گر کر فریاد کی کہ یا خواجہ خلیفہ سہروردیوں کا مرید ہے
سماع کی ممانعت کرتا ہے لیکن ہماری کیا
طاقت و مجال ہے جو یہ کہیں کہ سماع حرام ہے
اپنے اور اہل سماع کے صدقہ میں ہم پریشان
حالوں پر مہربانی فرمائیے ہم نے اپنی تمام عمر
حصول علم میں صرف کی ہے جو چشم زدن میں ہم سے
بھولا گیا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جب تک آپ توجہ
نہ فرمائیں علم ہمارے سینوں میں واپس نہ آئیگا
حضرت نے فرمایا کہ اے نادانو سماع کی قدر
تم کیا جانو سماع کیلئے اخوان کی شرط ہے حضرت
خواجہ جنید بغدادی نے جب اسکو مشکل تصور کیا
سماع سے دلچسپی نہیں لی اور اس کو ترک فرما دیا
اگر خواجہ جنیدؒ ہمارے زمانہ میں ہوتے سماع
کو ہرگز ترک نہ کرتے اور حقیقت حال تو یہ
ہے کہ خواجہ جنیدؒ کا ترک سماع ہمارے لئے
دلیل نہیں کیونکہ ہمارے پیران سلسلہ نے
سماع سماعت فرمایا ہے اسکے سننے سے
کوئی ہرگز انکار نہیں کر سکتا جبکہ میں تمام حالتوں
میں اپنے پیران سلاسل کی پیروی کرتا ہوں

بجا نیام و حضرت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ
علیہ کہ مرید و خلیفۂ اجل و اکمل شیخ جنیدؒ
بود در مجلس معلّٰی حضرت ناصر الدین
ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ اکثر
می آمدے و سماع شنیدے و در حالت
سماع نعمت فراوان یافتے و فضل بہ
کمی ہم تعرضات در بارۂ سماع حضرت
ابو احمد چشتی کرد و بر در سرائے خود
بکنار یافتہ توبہ نمود شما چہ می خواہید
اگر تمنائے بلا در دل ست اینک
برہان چشتیان نمود ارسازم آنہا
الحاح نمودند و گفتند یا حضرت کرم
برہان چشتیان ازیں زیادہ کہ معاً
کردیم خواہد شد حالا از بہر خدا
لطف فرما حضرت رحم کرد و بنظر التفات
سوئے ایشان نگریست علمے کہ فرامش
کردہ بودند ہماں لحظہ بیاد آمد پس توجہ
خاص در بارۂ ایشان فرمود تا ہمہ
آنہارا از عرش تا ثری کشف گردید

پھر یہ اچھا طریقہ کیوں نہ اختیار کر لیں
حضرت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ جنیدؒ
بغدادی کے مرید اور اجل و اکمل خلیفہ تھے حضرت
ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہٗ کی مجلس
معلّٰی میں اکثر شرکت کرتے سماع سنتے اور نعمت
سماع میں بے حد فیض پاتے رہے اور فضل کی کمی
بھی سماع کے بارہ میں حضرت ابو احمد چشتی پر
اعتراضات کئے اور اپنے مکان کے ایک گوشہ
میں پوشیدہ طور پر توبہ کی تم کیا چاہتے ہو اگر
دل میں تمنائے بلا ہے تو ابھی ایک برہان چشتیان
دکھا دوں لوگوں نے منت کے ساتھ کہا کہ یا
حضرت اس سے زیادہ ہم اور کیا برہان چشتیان دیکھیں گے
خدا کے لئے ہمارے حال پر اب تو مہربانی فرمائیے
حضرت نے رحم کیا اور توجہ کے ساتھ ان کی جانب
نظر فرمائی جو علم کہ وہ لوگ بھول گئے تھے سب
ان کو یاد آگیا۔ حضرت نے انپر پھر خاص توجہ کی
ان سب پر عرش سے ایک کشفی اثر ہوا اور دنیا
انھیں بالکل ہیچ و پوچ معلوم ہوئی حضرت
کی خدمت اختیار کی اور صاحب کمال ہو گئے

دنیا بدل شان سرد شده خدمت
حضرت خواجه اختیار کردند وصاحب
کمال گشتند خلیفه چون این حالت
تصرف بدید گفت من هرگز خواجه
عثمان را از سماع منع نسازم پس حضرت
خواجه بخانه آمد و قوالان را طلب نمود
سماع تا هفت روز شنیدند و بعد کسی
اعتراض بر سماع آن ذات ملکی صفات نکرد

خلیفہ نے حضرت کے تصرف کی جب یہ
حالت دیکھی تو کہا کہ میں حضرت خواجہ عثمانؒ
کے لئے سماع کی ممانعت ہرگز نہیں کرتا ہوں
بعدہ حضرت دولت سرا میں تشریف لائے
قوالوں کو طلب فرمایا اور متواتر سات روز
تک سماع سماعت فرماتے رہے لیکن پھر
اس کے بعد اُس ذات ملکی صفات کے
سماع پر کسی شخص نے اعتراض نہیں کیا۔

کرامت خلیلی

آتش بہ غلام او حرام است کہ او
در دین محمدی خلیل اللہ است
(مولانا معینی)

اقتباس الانوار صفحہ ۱۳۱

چون حضرت خواجه معین الحق والدین
قدس سره از حضرت خواجه عثمان هارونی
رخصت گرفته روانه شد بعد از چند روز
خواجه از مقام خود انتقال نمود اتفاقاً
در مقامے رسید که آنجا مغان ساکن
بودند و یک آتشکده بود و بالائے آن
گنبدے ساخته و هیمه و زقریب بست

جب حضرت خواجہ معین الحق والدین قدس سرہٗ
العزیز نے حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ سے
اجازت حاصل کی اور روانہ ہوئے تو چند روز
بعد حضرت خواجہ عثمانؒ نے اپنے مقام عالی
سے کوچ فرمایا تو اتفاقاً ایک ایسے مقام پر پہنچے
جہاں آتش پرست رہتے تھے اور ایک آتشکدہ تھا
جس پر ایک گنبد گڑا تھا اُس میں منوں گاڑی لکڑیاں

بحرارت هیزم دران سوختند چون خواجه
عثمان آنجا رسید از قصبه دور تر زیر
درختے کنارهٔ جوئے فرود آمد و فخرالدین
نام خادم خود را فرمود تا پارهٔ آرد
و آتش از قصبه آورده تا نان
افطار مهیا سازد خادم مذکور رفته
آرد خرید و بجهت آتش باتش کده
رفت مغان گرد آتش نشسته بودند
نگذاشتند که دست در آتش کند خادم
واقعه حال را بخدمت خواجه گفت
خواجه را غیرت احدیت در کار شد
برخاست و بر کنارهٔ آتشکده رسید
آنجا مغے دید مخشیا نام بر تخته چوب نشسته
است و پسرے هفت ساله را در
کنار دارد و گرد و پیش وے دیگر
مغان بسیار بطرف آتش متوجه نشسته
اند خواجه از وے پرسید که از پرستیدن
آتش چه نفع است که باندک آب
معدوم میشود چرا قادر مطلق را نپرستید

جہاں سے حضرت اُس قصبہ سے دور ایک
درخت کے نیچے ندی کے کنارے سایہ میں
بیٹھے اور اپنے خادم فخرالدین نامی سے ارشاد
فرمایا کہ قصبہ سے آٹا اور آگ لاکر ان ذات ملکی صفات
کے افطار کیلئے روٹی تیار کریں۔ خادم مذکور
نے جاکر آٹا خریدا اور آگ کے لئے آتشکدہ
کو گیا۔ آتش پرست آتش کدہ کے گرد بیٹھے
ہوئے تھے آگ لینے کی اجازت نہ دی خادم نے
اصل واقعہ حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا
حضرت کی غیرت احدیت متقاضی ہوئی
اُٹھے اور آتشکدہ کے پاس تشریف لائے
اور یہ ملاحظہ فرمایا کہ ایک آتش پرست
مسمی مخشیا اپنے ایک سات سالہ بیٹے کو گود میں
لیے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور بعض کثرت
سارے آتش پرست آتش سے لو لگائے ہوئے
بیٹھے ہیں حضرت نے انسے استفسار فرمایا کہ
آگ کے پوجنے سے کیا نفع ہے جو تھوڑے سے
پانی سے بجھ جاتی ہے۔ قادر مطلق کی پرستش
کیوں نہیں کرتے جو تمہارے کام آوے۔ کہ ہم

تا شمار ابکار آید که آتش مخلوق او ست
مغے جواب داد که در دین ما آتش را
وجود عظیم ست چرا نه پرستیم خواجه
فرمود که چندین سال ست که این را
می پرستی بیا دستے درو کن تا ترا
نسوزد او جواب گفت که بالطبع خاصیت
او سوختن ست کرا یارائے آن باشد
که قریب وے شود پس خواجه آن
پسرے را از کن مغ که بود بخود کشیده
با وے متوجه آتشکده شد فریاد از
مغان بر خاست خواجه بسم الله
الرحمن الرحیم بگفت و آیت قلنا
یا نار کونی بردا و سلاما
علی ابراهیم
خواند و درمیان آتشکده در آمد و
هر چار ساعت کامل بخوبی در آنجا بود
و هیچ اثرے از آتش بخدمت خواجه
و آن پسر نرسید بعد ازان مع پسر
از آتش بیرون آمد مغان از پسر پرسیدند

آگ اسکی پیدا کی ہوئی چیز ہے - ایک آتش
پرست نے یہ جواب دیا کہ ہمارے مذہب
میں آگ کی ہستی بڑی ہے پھر ہم اسکو کیوں نہ
پوجیں حضرت نے فرمایا کہ تو نے اتنی عمر تو
اسکی پرستش میں گذاری ہے آ اور اس میں
ہاتھ ڈال لیکن شرط یہ ہے کہ تیرا ہاتھ نہ جلے
اسنے جواب دیا کہ طبعاً اسکی خاصیت جلانا
ہے پھر یہ کسکی مجال ہے کہ اسکے قریب ٹھہرے
بعد ازیں حضرت نے اس آتش پرست کی
گود سے لڑکے کو کھینچکر آتشکدہ کی طرف رخ
کیا - ادہر آتش پرست نے شور و غل مچایا حضرت
نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر یہ آیت پڑھی
ترجمہ کہا ہمنے اے آگ سلامتی کے ساتھ
ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جاؤ
اور آتشکدہ میں کامل چار گھنٹے بخیریت رہے
لیکن حضرت پر اور اس کے لڑکے پر آنچ تک
نہ آئی اسکے بعد لڑکے کو لیکر آگ سے باہر
رونق افروز ہوئے آتش پرستوں نے
بچے سے پوچھا کہ تو نے وہاں کیا دیکھا

کہ آنجا چہ دیدی گفت غیر از گل و گلزار کہ سوائے پھول و رباغ کے اور کوئی دو
چیزے دیگر در نظر نیامد ازیں جا چیز نہیں دکھائی نہیں دی۔ اس سے یہ پتہ
معلوم می شود کہ خواجہ را ولایت ابراہیمی چلتا ہے کہ حضرت کے قبضہ میں ولایت ابراہیمی
بود پس یکبار جملہ مغان مسلمان تھی۔ القصہ ایک ہی ساتھ سب آتش پرست
شدند خواجہ آن مغ پیشا مغ را عبداللہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت نے مغ پیشا کا نام
نام کرد و آن پسر را ابراہیم نام عبداللہ اور اوسکے لڑکے کا نام ابراہیم
نہاد و ہر دو را تربیت فرمود تا کہ رکھا اور ہر دو کو ایسی تربیت و تعلیم فرمائی
بمرتبہ ولایت و ارشاد رسیدند۔ کہ رشد و ولایت کے درجے پر پہنچ گئے۔

کتاب تاریخ السلف میں اس روایت کو نقل کر کے مولد عطائے رسول
کی عبارت بھی نقل کی ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ اس کرامت کے دو اقوال ہیں
بعض لوگوں کے نزدیک یہ کرامت کرامت عثمانی ہے۔ اور بعض کے خیال میں یہ
کرامت کرامت معینی ہے +

صاحب تذکرہ معین صاحبزادہ مولنا سید زین العابدین رحمہ اللہ نے اس مقام کی زیارت
فرمائی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ یہ کرامت ملک ہندوستان علاقہ گجرات میں ظاہر ہوئی تھی
لیکن یہ افسوس ہے کہ کسی کتاب کا حوالہ نہیں پایا گیا۔ مولانا جمالی مرحوم نے اپنے تذکرہ
سیر العارفین میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے لیکن تعجب ہے کہ مقام کا نام و پتہ نہیں بتایا

ملفوظات

بزرگ صحابہ نے جس طرح سرکار رسالت کی احادیث طیبہ کی جانب خاص توجہ کی
اور خاص اہتمام سے انہیں اپنے دماغ میں محفوظ رکھا۔ اور جس اہتمام اٹھایا

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ واصل الی اللہ ہونیکے کچھ زمانہ کے بعد مسلمانوں نے
پوری کوشش اور اعتنا کے ساتھ تدوین احادیث شروع کردی یہانتک کہ بعد
میں اُستاد احادیث اور احادیث پر اِسطرح تبصرہ کیا گیا کہ اسماء الرجال کا ایک
جداگانہ فن ایجاد ہوگیا۔ اور نقد احادیث کے اصول مرتب ہوگئے چنانچہ ایک ایک
حدیث کے متعلق معلومات صحیحہ کے دفاتر لکھے جاچکے اور ارباب نظر ہر حدیث
کے متعلق آج معلوم کرسکتے ہیں کہ یہ حدیث اصناف حدیث سے کس قسم کی ہے۔
اِسی طرح معتقدین با اخلاص اور ارادتمندان خاص نے اپنے مرشدان طریقت کے
اقوال طیبہ کو قلمبند کیا۔ اور خاص توجہ سے اِس خدمت کو انجام دیا۔ تاکہ آیندہ
نسلیں اِس سے مستفید ہوں۔ اور یہ فیضان جاریہ نور ہدایت سے ہمیشہ قلوب کو
روشن کرتا رہے۔ چنانچہ فوائد الفواد۔ خیر المجالس۔ وغیرہ خواجگان چشت کے بعض
بعض ملفوظات آج بھی موجود ہیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ
کی نسبت عام طور سے مشہور ہے کہ سرکار اقدس کے ملفوظات حضرت سلطان الہند
نے مرتب فرمائے ہیں۔ اور آج یہ مجموعہ انیس الارواح کے نام سے موسوم ہے
لیکن اخی المعظم مولانا معنی کو اِس نسبت سے انکار ہے۔ چنانچہ تاریخ السلف میں
اس عنوان پر ایک ناقابل تردید مدلل ومحقق بحث بھی کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے
کہ انیس الارواح۔ دلیل العارفین۔ فوائد السالکین۔ راحت القلوب۔ اِن چاروں
کتب ملفوظات کی نسبتیں قطعاً غیر صحیح اور بلاشبہ غلط ہیں۔ صاحب موصوف
اِس سے مرعوب نہیں ہوئے کہ بعض کتب سیر میں اِن کے حوالہ سے کچھ
روایات موجود ہیں۔ یا اِنکے حوالہ بغیر مستند کتابوں میں بعض وہ روایات

موجود ہیں جو اِن کتب ملفوظات میں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے لیئے یہ ضروری نہیں کہ ہم بھی اِن تمام کتب ملفوظات پر ناقدانہ نگاہ ڈالیں۔ اِس لیئے کہ ہمارے موضوع سے خارج ہی۔ اِسکے علاوہ صاحب تاریخ السلف نے تاریخ السلف میں جو کچھ اِس باب میں لکھا ہی اُنکے نزدیک یہ بحث ابھی تشنہ ہی۔ چنانچہ وہ عنقریب تفصیلی روداد میں اِس پر تفصیلی روشنی ڈالینگے اور کسی پہلو کو نہ چھوڑیں گے۔ پس اِس حیثیت سے بھی اِس بحث پر قلم اُٹھانا غیر ضروری سا معلوم ہوتا ہی +

ہاں انیس الارواح کے متعلق اس حیثیت سے کہ وہ خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کا ملفوظ بتایا جاتا ہی۔ ہم اظہار خیال ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہم خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کی سیرۃ لکھ رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارا یہ فرض لازمی ہے کہ انیس الارواح کے متعلق اپنی رائے پیش کریں +

ہمارے خیال میں اگر تحقیق کا قدم آگے بڑھایا جائے اور خود انیس الارواح سے دریافت کیا جائے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو حضرت خواجہ بزرگ کی تالیف اور حضرت خواجہ عثمان ہرونی کے ملفوظات کا مجموعہ بتاتی ہی یا نہیں تو یہ بیجا نہوگا پس آؤ خود انیس الارواح سے معلوم کریں کہ وہ کہانتک اپنی صحت کی آپ مدعی ہی۔ اِسلیے کہ دوسرے بزرگوں نے اُسکی نسبت جو کچھ کہا ہی۔ وہ پھر دوسروں کا قول ہی۔ اور وہ خود اپنی نسبت جو کچھ بتائی گئی وہ آپ اُس کا بیان ہوگا جو اُس کے حق میں زیادہ مستند سمجھا جا سکتا ہی +

لہٰذا اب خود انیس الارواح کے کچھ بیانات پیش کیئے جاتے ہیں۔ تاکہ اصحاب انصاف اور ارباب غور و فکر کوئی صحیح فیصلہ فرما سکیں +

انیس الارواح صفحہ ۳ مطبوعہ	ترجمہ مطبوعہ
بعد ازاں در بدخشاں آمدیم بزرگے را دریافتیم از پیشکاراں خواجہ جنید بغدادیؒ بودہ عمر او صد سال بود	پھر ہم (خواجہ عثمانؒ و خواجہ بزرگ) بدخشاں میں آئے وہاں ایک بزرگوار سے ملاقات ہوئی کہ وہ حضرت جنید بغدادیؒ کے جانشین تھے انکی عمر شریف سو برس

حضرت جنید بغدادیؒ حضرت غوث الاعظمؓ کے مشائخ طریقت سے ہیں اور شجرۂ طریقت میں حضرت غوث الاعظمؓ سے اوپر پانچواں نام حضرت جنیدؒ بغدادی کا آتا ہے۔ تمام کتب سیر و تاریخ نے باختلاف اقوال حضرت جنیدؒ بغدادی کا سن وفات بیان کیا ہے۔ لیکن یہ صحیح واقعہ ہے کہ سنہ ۳۰۲ ہجری سے آگے کسی تذکرہ نویس اور مورخ نے تجاوز نہیں کیا۔ ایسی حالت میں حضرت جنیدؒ بغدادی کی صحبت اٹھائے ہوئے بزرگ کا خواہ انکی عمر سو برس ہی کی کیوں نہ سنہ [illegible] ہجری کے زمانہ کے بعد دنیا میں رہنا اک بے بنیاد روایت ہے خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ سنہ [illegible] ہجری میں تولد ہوئے اور سنہ ۵۶۰ ہجری میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت اختیار کی ہے۔ اس حساب سے سنہ ۵۶۲ ہجری میں حضرت خواجہ جنیدؒ بغدادی کے کسی پیشکار کا دنیا میں موجود رہنا اور پھر وہ بھی اس حیثیت سے کہ انکی عمر صرف ایک سو سال کی ہو۔ یہ ایک ایسی روایت ہے جو خود پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ مجھے صداقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے

انیس الارواح صفحہ مطبوعہ	ترجمہ مطبوعہ
(۱) فرمود کہ در عمدہ خواجہ جنیدؒ بغدادی نوشتہ دیدہ ام۔ روایت	(خواجہ عثمانؒ نے) فرمایا کہ میں نے خواجہ جنیدؒ بغدادی کی کتاب عمدہ میں بروایت

خواجہ یوسف چشتی الخ

یوسف چشتیؒ یہ روایت دیکھی کہ

انیس الارواح صفحہ ۶

(۲) مجلس دوم - در مناجات حضرت آدم آفتادہ فرمود کہ شنیدم از زبان خواجہ یوسف چشتی -

مجلس دوم، حضرت آدمؑ کی مناجات کا ذکر تھا - فرمایا کہ میں نے خود خواجہ یوسف چشتیؒ کی زبان سے سنا ہے

روایت اُولیٰ کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت چشتی وہ بزرگ ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ اپنی کتاب عمدۃ السلوک میں گتنے روایت فرماتے ہیں - اور روایت ثانیہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حضرت یوسف چشتی وہ بزرگ ہیں کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ کو انکی ہمنشینی حاصل ہوئی ہے - اور انکی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے ملفوظات طیبات آپکے گوش حق نیوش تک پہنچے ہیں - گویا یہ مقصد کہ خواجہ یوسف چشتیؒ حضرت جنیدؒ بغدادی کے زمانہ سے لیکر حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ کے زمانہ تک بقید حیات رہے یعنی ڈھائی سو سال کی عمر پائی - ورنہ جمع بین القولین کی کیا صورت ہوگی؟ اور اگر کوئی کہے کہ وہ خواجہ یوسف چشتی دوسرے ہیں جن سے حضرت جنید بغدادی روایت فرماتے ہیں اور یہ خواجہ یوسف چشتی اور ہیں جن سے حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ نے مجالست فرمائی ہے - ایسی صورت میں غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ خانوادہ چشت کی ابتدا حضرت خواجہ اسحٰق شامی رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے - اور اسی وقت سے اُن تمام بزرگوں نے اپنے لیے لقب چشتی اختیار فرمایا ہے جو حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی رضی اللہ عنہ کے دولتکدہ

داماں کرم تھے۔

حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی کا سن ولادت ۳۲۲ھ یا ۳۲۹ ہجری کتب تاریخ میں مرقوم ہے۔ بہرحال یہ ثابت ہے کہ حضرت خواجہ جنید بغدادی کی رحلت کے کچھ سال بعد آپ تولد ہوئے پس حضرت خواجہ جنید بغدادی کا نسبتی خواجہ چشتی سے کوئی روایت کرنا صحیح ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں اس لیے کہ حضرت جنید بغدادی کے زمانہ میں لقب چشتی رائج ہی نہیں ہوا تھا اس کے علاوہ اگر کتاب سیر الاولیا کی اس روایت کا مطالعہ کیا جائے کہ خواجہ یوسف چشتی نبیرہ پسرین خواجہ یوسف چشتی خواجہ مودود چشتی خواجہ مودود دست کے فرزند کے نواسے ہیں

تو پھر حضرت جنید بغدادی کا خواجہ یوسف چشتی سے روایت کرنا کی حقیقت مبت زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ الغرض مختصر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک انیس الارواح حضرت خواجہ عثمان علیہ الرضوان کا ملفوظ نہیں ہے +

نبود ز نقش باطل اندیشہ پاک بیں را
آئینہ راست خواند عکس خط نگیں را

البتہ حضرت محبوب الٰہی کے مجموعہ ملفوظ کتاب راحت المحبین میں حضرت امیر خسرو نے حضور محبوب الٰہی کی زبانی ایک روایت قلمبند فرمائی ہے چونکہ اس کتاب کی نسبت تالیف میں کسی شبہ نہیں ہو سکتا اسلئے خلاصہ عرض کیا جاتا ہے

حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ کا یہ قاعدہ تھا کہ ماہ رمضان کے آتے ہی سب کاروبار چھوڑ کر مخلوق سے عزلت اختیار

رہتے اور ارشاد فرماتے کہ ماہ رمضان رحمت و غنیمت
کا مہینہ ہے۔ اِسکی مثال ایسی سمجھنا چاہیئے جیسے شکست خوردہ
بھاگے ہوئے لشکر کا مال فتحمند لشکر ہر جگہ پڑا ہوا پاتا ہے
اسی طرح یہ ماہِ رمضان ہے کہ چاروں طرف سعادت
مال کی طرح بکھری ہوئی پڑی ہے کہ جتنا چاہو لوٹ لو۔ اس لیئے
لوگوں کو چاہیئے کہ جو کچھ ہو سکے اِس مہینے میں ریاضت
مجاہدات کریں تاکہ بے حساب ثواب پائیں +

اِس کے علاوہ آپکے ملفوظات کتاب دلیل العارفین نیز راحت القلوب
وغیرہ میں موجود ہیں اور جبتک ہمیں اُنکی نسبتیں صحیح نہ ثابت ہو جائیں
ہم انکے حوالے سے ملفوظات نقل کرنیکی جرأت نہیں کر سکتے حالانکہ فضیلت
اعمال میں احادیث ضعیفہ بھی قبول کیجاتی ہیں۔ لیکن چونکہ ہماری تحقیق بھی
اِسکی اجازت نہیں دیتی اس لیئے خاموشی مناسب سمجھتے ہیں +

نکاح و فرزندانِ ارجمند

آنکس کہ ترا شناخت جان را چہ کند
فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

کسی مستند یا غیر مستند ملفوظ اور کسی معتبر و نا معتبر تذکرہ
میں اِس عنوان کے متعلق کوئی صراحت نہیں ہے۔ خدا معلوم کہ حضرت آپ
نے عالم تجرید میں بسر فرمائی یا نکاح فرمایا۔ اور آپ سے نسل پاک جاری
ہوئی یا نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

وصال و مزار مبارک

روضۂ او معدن انوار باد
روح پاکش دو کونم یار باد
سنہ ۶۱۷

۶ رشوال ۶۱۷ھ میں مخدوم عالم و عالمیان حضرت خواجہ عثمان علیہ الرضوا نے اِس دارِ فانی سے عالم جاودانی کیطرف کوچ فرمایا۔ مزار مبارک کے متعلق صاحب کتاب الخبایا الزوایا تحریر فرماتے ہیں ❖

وقبرہ الآن ظاهر فی سوق اللیل	آپ کا مزار مبارک سوق اللیل میں واقع ہے ہندوستان
وقد بنت علیہ بعض سلاطین الہند	کے کسی بادشاہ نے گنبد بنا دیا ہے۔ اُسکے قریب
قبۃ وبجانبها رباط للفقراء المنسوبۃ الیہ	ایک سرائے ہے جو فقرائے چشتیہ کا قیام گاہ ہے
ویعرف برباط الهند وقد مرو بقیت	اور "رباط ھند" کے نام سے مشہور ہے
رسومہ بعد ان کان سکنۃ الاکابر الناس	اب وہ منہدم ہوگیا ہے۔ نشانات باقی ہیں
من اهل الملک وممن کان سکنا فیہ الولی	اور وہاں اب بھی اکابرین رہتے ہیں چنانچہ
الشهیر سیدی باشعیث بالثاء المثلثہ	سیدی باشعیث اس میں مقیم ہیں۔ مجھے
الحضرمی وقد عرفت بالاستقراء ان حملۃ هذا	بخوبی معلوم ہے کہ اِس روضۂ مقدسہ کے خادم
الضریح المبارک ما زالوا بصفۃ الصلاح هم	ہمیشہ موصوف بصلاح رہے ہیں۔ اور نیکی و
صوفیین ولوائح الخیر والبر علیهم ظاهرۃ فی کل	بھلائی کی نشانیاں اُنسے ظاہر ہیں اور یہ سب
حین ببرکۃ مخدومهم نفعنا اللہ بہ آمین	مخدوم عالم و عالمیان کی برکت ہے نفعنا اللہ بہ آمین

اُستاد محترم شیخ الشیوخ حضرت العلام مولانا عبد الباری فرنگی محلی قدس سرہ نے جب حج کعبۃ اللہ کا شرف حاصل فرمایا تھا اُسوقت مخدوم عالم و عالمیان خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہرونی علیہ الرضوان کا مزا

اقدس اور اسکے گرد اگرد سنگ مرمر کا کٹہرا تعمیر کرایا تھا۔ نہ معلوم کہ اب
شیخ نجد (ابن سعود) اور اسکی ذریات نے اسکے ساتھ کیا سلوک کیا
بہرحال یہ بالکل مسلم ہے کہ آپکا مزار مبارک کعبۃ اللہ میں قبلہ گاہ عالم ہے
وہاں حرم ہر [illegible] سال [illegible] عثمانی خدا کے [illegible] کمتر نہیں ہے جسنے
بنادیا مرے خواجہ کو رحمۃ للہند یہ ہی عقد [illegible] رسول اور علمائے عثمانی
آستانہ [illegible] اجمیر شریف میں آپکا عرس مبارک

عرس مبارک اسی اہتمام شان کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ حضرت
خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کا عرس شریف ہوتا ہے سماع خانہ میں بھی شب
اور چھٹی تاریخ کو سماع اور قل ہوتا ہے۔
مجمع اس لیے زیادہ نہیں ہوتا کہ اس عرس شریف کی اطلاع عام طور سے
نہیں ہے گزشتہ سال دارالاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ کیجانب سے
بذریعہ اشتہارات اعلان کیا گیا تھا۔

خلفا و مریدین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی
رضی اللہ عنہ خلیفہ اعظم حضرت شیخ الاسلام
نجم الدین صغریٰ۔ حضرت خواجہ فخر الدین گردیزی۔ حضرت
شیخ سعدی لنگوچی۔ حضرت شیخ محمد ترک ؒ۔

شیخ الشیوخ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

حسین بن خواجہ کا ہر شخص ہے دیوانہ   وہ شمع ہدایت ہے مخلوق ہے پروانہ

۵۳۰ ہجری میں موضع سنجر علاقہ اصفہان میں آسمان سیادت کا یہ نیر
روشن طلوع ہوا۔ اور خراسان میں پرورش پائی۔ پندرھویں سال آپ کے والدین
کا سایہ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔ سمرقند و بخارا میں تحصیل علوم فرمانے کے
بعد تکمیل ... کے بعد بغداد پہنچکر حضرت مخدوم عالم و عالمیان خواجہ عثمان ہرونی
کے دست ... پر بیعت ہوئے۔ بیس سال سفر و حضر میں پیر و مرشد کے ملازم
خدمت رہے۔ ۵۵۲ ہجری میں خرقہ خلافت و سند اجازت حاصل فرما کر ہندوستان
کا رخ فرمایا جبکہ یہاں راجگان چوہان کی حکمرانی تھی مختلف مقامات پر متعدد بزرگان سلف سے
ملاقاتیں کرتے ہوئے ۵۸۸ ہجری میں راجہ پتھورا کے خاص دارالسلطنت اجمیر میں
قیام فرمایا۔ اسی سال شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا اور خواجہ بزرگ
کی دعا سے سلطان موصوف کامیاب ہوئے۔ عہد التمش میں دوبارہ دہلی کا سفر فرمایا تاریخ
۶ رجب المرجب ۶۳۳ ہجری میں یہ آفتاب ہدایت تینتالیس سال تک خطہ ہندوستان کو اپنے نور
سے روشن فرما کر اپنے طلوع سے ایکسو دو برس بعد ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا لیکن
فیضان آج تک جاری ہیں اور قیامت تک یہ روشنی رہیگی۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری قدس سرہٗ

تاریخ و سیر کی کتابیں اسوقت ہمارے مطالعہ میں ہیں کسی کتاب میں آپکے حالات مرقوم نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں ہم لب کشائی نہیں کرسکتے البتہ کتاب سیر الاولیاء کی مندرجۂ ذیل عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد التمش میں آپ شیخ الاسلامی کے عہدہ پر مامور تھے +

سیر الاولیا صفحہ ۴۵

از سلطان المشائخ روایت میکنند چون شیخ معین الدین از اجمیر در دہلی آمد شیخ نجم الدین صغرا شیخ الاسلام حضرت دہلی بود میان شیخ معین الدین و شیخ نجم الدین محبت بود شیخ معین الدین بدیدن شیخ نجم الدین رفت الخ

حضرت محبوب الٰہی سے مروی ہے کہ جب حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے اسوقت شیخ نجم الدین صغری دہلی کے شیخ الاسلام تھے۔ حضرت خواجہ بزرگ اور شیخ الاسلام موصوف میں باہم محبت تھی چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ آپ کو دیکھنے کے لیے آپکے پاس تشریف لیگئے +

شیخ سعدی لنگوچی و شیخ محمد ترک

ان دونوں بزرگوں کے حالات بھی بیان کرنے سے فی الحال ہم قاصر ہیں اس لیے کہ اس وقت جسقدر کتابیں ہمارے زیر مطالعہ ہیں وہ تمام اسکے متعلق بالکل خاموش ہیں +

حضرت خواجہ فخر الدین گردیزی رضی اللہ عنہ

خواجہ فخر الدین گردیزیست ہیشک بالیقین
حق پرست وحق شناس وحق رسا وحق نما
شہریار ملک فقر وشاہ شاہان جہان
رہبر راہ ہدیٰ و مرشدِ اہل صفا (رشدی حیدرآبادی)

۵۳۹ھ میں بمقام گردیز ولادت باسعادت عمل میں آئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی خواجہ احمد ہے سلسلۂ نسب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر تمام ہوتا ہے ۵۶۹ھ میں مخدوم عالمیان حضرت خواجہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور اسطرح پیرومرشد کے ملازم خدمت رہے کہ خادمان خاص اور مریدان با اخلاص کی صف میں آپکو جگہ ملی۔ جب حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کی جانب رخ فرمایا تو اسوقت پیرومرشد کے حکم سے حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی خدمت اختیار فرمائی چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اجمیر شریف میں تشریف لائے۔ آپ حضرت خواجہ بزرگ کے پھوپی زاد بھائی اور برادر طریقت وخلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی سرکار میں آپ کو رسوخ کامل اور باریابی خاص کا شرف حاصل تھا۔ کتاب گلزار ابرار کا بیان ہے۔

پیرومرشد اکثر بزبان مبارک خود این کلمات می راندند کہ فخر الدین فخر ماست

حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ اکثر یہ فرماتے تھے کہ فخر الدین سے ہمیں فخر ہے

فلاح دارین فضائل خواجہ تذکرۃ السالکین وغیرہ میں ۲۶ رجب آپکی تاریخ وصال بتائی گئی ہے تاریخ السلف میں سن وصال ۶۴۳ ہجری مرقوم ہے مزار مبارک اسوقت گنبد شریف کے ایک حجرہ میں ہے دوسرے حجرے میں آپکی اہلیہ محترمہ کا مرقد ہے حضرات صاحبزادگان سجادگان آستانہ آپ ہی کی اولاد میں ہیں

حضرت مولانا خواجہ سید عبد المعبود صاحب معینی اجمیری مہتمم کروڑ گیری اورنگ آباد دکن

شہے دارم گدا پرور جہانبانے خدا بینے | حبیب الخلق واللہ معین الحق والدینے
نگارے سر بسر جانے سراپا نور ایمانے | دلش مشکوٰۃ رحمانے رخش مرآۃ یسینے
ہجوم چشتیاں بر در گہش خوش منظرے دارد | کلیم اللہیاں جمبند گرد طور سینینے
رسید از جلوۂ دیدارش نظام از دل خریدارش | بہ بزم خواجگان ذاتش چو مہ در عقد پروینے

سگ کویت معینی را بکے دور از درش داری
ز فرقت زار و غمگینے بغربت خوار و مسکینے

ہیں مفتوں فلک شیدا معین الدین چشتی کا | غرض دنیا و ما فیہا معین الدین چشتی کا
نہیں باقی دوئی مطلق معین الحق ہے عین الحق | دہانِ میم ہے گویا معین الدین چشتی کا
فرشتوں نے کیے سجدے ملیں ابدال نے آنکھیں | ملا نقشِ قدم جس جا معین الدین چشتی کا
مجھے رضواں نے مانگا داورِ محشر سے یہ کہکر | یہ بندہ ہے خداوندا معین الدین چشتی کا
چلوں کے سفارش خواجہ عثماں کی لاؤں | تعلق انسے ہے گہرا معین الدین چشتی کا
تمنا ہے لبوں سے اپنے دم نکلے تو یوں نکلے | زبان پر ہو وظیفہ یا معین الدین چشتی کا

معینی اور لبِ کوثر یہ ممکن ہی نہ تھا پر وہ
غلام تشنہ لب نکلا معین الدین چشتی کا

جنابِ نواب میر جمیل الدین حسین صاحب رشدی انصاری

اے نورِ عینِ کبریا خواجہ معین الدین حسنؒ وے نورِ عینِ مصطفیٰ خواجہ معین الدین حسنؒ
اے بادشاہِ اولیا خواجہ معین الدین حسنؒ اے خواجہ ہر دو سرا خواجہ معین الدین حسنؒ
اے آستانت بیکسان شد کعبۂ امن و امان ہم قبلۂ حاجات ما خواجہ معین الدین حسنؒ
تو واقفِ اسرارِ حق تو مظہرِ انوارِ حق حقا کہ ہستی حق نما خواجہ معین الدین حسنؒ
آقائے من سلطانِ من جان و دل و ایمانِ من بر تو فدا بر تو فدا خواجہ معین الدین حسنؒ
ناشاد ہستم شاد کن از بندِ غم آزاد کن فریادِ من بشنو شہا خواجہ معین الدین حسنؒ

کن رحم اکنوں شاہِ دین برحالِ رشدی حزین
بہرِ رسولِ دو سرا خواجہ معین الدین حسنؒ

جنابِ شاعر الملک فطرت قلم ترجمان کیف میر احدی

حسنِ رخِ خواجہ کا ہر شخص ہے دیوانہ وہ شمعِ ہدایت ہے مخلوق ہے پروانہ
کیا دیر ہے اے ساقی وا ہو درِ میخانہ ساغر پہ چلے ساغر پیمانہ پہ پیمانہ
کہتی ہے جسے دنیا دربارِ معین الدین وہ بادۂ وحدت کا میخانہ ہے میخانہ
خواجہ ترے پرتو سے خواجہ ترے جلووں سے معمور ہے یہ سینہ روشن ہے یہ کاشانہ
صہبائے محبت سے سرشار ہے ہر مےکش اجمیر کا ساقی ہے اجمیر کا میخانہ
جی چاہے ترا جس میں ایمانِ جہاں آجا آنکھیں بھی ترا گھر ہیں دل بھی ترا کاشانہ

اے میر مقدم ہے الفت میں فنا ہونا
ہر شمع کی محفل میں ہے یہ تجلی پروانہ